مباحثہ ومکالمہ

محمد رشید*

''جمہوری ومزاحمتی جدوجہد''......ایک تجزیاتی مطالعہ

''الشریعہ'' کے مدیر اعلیٰ مولانا زاہد الراشدی صاحب کچھ عرصہ سے تسلسل کے ساتھ نفاذ اسلام کے لیے آئینی اور جمہوری جدوجہد کی تلقین فرما رہے ہیں اور مسلح مزاحمت کے مقابلے میں غیر مسلح مزاحمت کے طریق کار کی دعوت پیہم اصرار سے دے رہے ہیں۔ اس تناظر میں سوال پیدا ہوتا ہے کہ مسلح مزاحمت کسے کہتے ہے؟ اور غیر مسلح مزاحمت کیا ہے؟

مسلح مزاحمت کیا ہے؟ مسلح مزاحمت یا مسلح بغاوت دراصل کسی کمزور فریق کے مقابلہ میں بے حد طاقتور فریق کے ظلم، جبر اور آمرانہ سوچ اور شکنجہ کو بے رحمی سے اس کمزور فریق پر مسلط کرنے کے نتیجہ میں رونما ہوتا ہے۔ مسلح بغاوت یا مزاحمت درحقیقت کسی بے حد طاقتور سلطنت میں کمزور کو اپنی مرضی کی زندگی نہ گزارنے دینے کے نتیجے میں رونما ہوتا ہے۔ پُر امن، باانصاف اور غریب پرور معاشروں میں مسلح بغاوت یا مزاحمت ایک روگ، ایک بیماری اور ایک فتنہ ہے، جبکہ ظالم، بے انصاف، بے رحم، بے حس، غریب کُش اور کمزوروں کا استحصال کرنے والے معاشروں میں مسلح بغاوت یا مزاحمت ظلم، جبر، بے رحمی اور بے انصافی کی لعنتوں کا ردعمل ہے۔ جو طاقت وقوت کے زعم اور تکبر میں مبتلا ایوانوں کے ردعمل میں جنم لیتا ہے۔ طاقت کے وہ ایوان جنہیں اپنے قارونی خزانوں اور مہیب مسلح قوتوں کا زعم اور نشہ ہر کمزور اور مخالف سوچ کو کچل دینے پہ آمادہ پیکار رکھتا ہے، مسلح بغاوت یا مزاحمت اس مکروہ ظالمانہ اور بے رحم معاشرے کے چہرے پر کمزوروں کا زوردار طمانچہ ہوتا ہے۔ ازل سے ایسا ہوتا رہا ہے کہ انسان کی انانیت، تکبر اور اس میں چھپا ہوا ابلیس اسے اپنے سے کمزوروں کا استحصال اور ان کا دائرہ حیات تنگ کرنے پر آمادۂ پیکار کرتا رہا ہے۔ جس کا نہایت مسکت جواب قوانین فطرت کے عین مطابق ''مسلح بغاوت یا مسلح مزاحمت'' کی صورت میں ہر دور کے نمرودوں اور فرعونوں کو ملتا رہا ہے۔

لیکن دنیا پر خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی تعلیمات اور اسلام کے سورج کے روشن ہو جانے کی وجہ سے ابلیس کو یہ خطرہ پیدا ہو گیا کہ اگر دنیا کے نادار، غریب اور کمزور طبقات کی اسلام کے ''جذبہ جہاد'' تک رسائی ہو گئی تو پھر فرعونیت، قارونیت اور ہامانیت یعنی بے رحم اور بے حس سرمایہ داروں، جاگیرداروں اور بادشاہوں کا دنیا سے ہمیشہ کے

abu_munzir1999@yahoo.com *

لیے صفایا ہو جائے گا۔ ''جذبہ جہاد'' کی یہ وہ ہیبت ناک تلوار تھی جس نے ابلیس اور ابلیسی ذریت کو بے حد خوف اور فکر میں مبتلا کر دیا۔ چنانچہ اس نے اس کا توڑ کرنے، انسانیت کو ''جہاد'' اور ''جذبہ جہاد'' سے محروم کرنے کے لیے حضرت انساں کے ہاتھوں میں جمہوریت، آزادی رائے اور انتخابی و احتجاجی سیاست کے ساحرانہ کھلونے تھما دیے۔ اسی حقیقت کا اظہار ہمیں اقبال کے اشعار میں بھی جا بجا ملتا ہے۔ چند مثالیں ذیل میں پیش کی جاتی ہیں:

آزادی افکار ہے ابلیس کی ایجاد

(بال جبریل بعنوان ''آزادی افکار'')

یہ علم، یہ حکمت، یہ سیاست، یہ تجارت جو کچھ ہے وہ ہے فکر ملوکانہ کی ایجاد

(ارمغان حجاز بعنوان ''دوزخی کی مناجات'')

ہم نے خود شاہی کو پہنایا ہے جمہوری لباس جب ذرا آدم ہوا ہے خودشناس و خودنگر

(ارمغان حجاز بعنوان ''ابلیس کی مجلس شوریٰ'')

جمہور کے ابلیس ہیں ارباب سیاست باقی نہیں اب میری ضرورت تہہ افلاک

(ارمغان حجاز بعنوان ''ابلیس کی عرضداشت'')

جدید دور کے سامری نے جمہوریت نامی اس کھلونے کے ذریعہ ساری دنیا کے انسانوں کو اپنے سحر میں گرفتار کر لیا۔ اس طرح اپنے مکر، فریب اور سحر کے ذریعہ انسانیت کو ایک بار پھر اسلام سے اور دنیا اور آخرت کے دکھوں سے نجات حاصل کرنے کی راہ سے دور لے جانے میں کامیاب ہو گیا۔ عہد حاضر کے سامری کا یہ وہ جادو ہے جو سر چڑھ کر بول رہا ہے۔ نہ صرف اسلام کی دولت سے محروم طبقات عہد جدید کے سامری کے ''جمہوریت'' نامی اس سحر میں بری طرح گرفتار ہو چکے ہیں بلکہ اس سحر نے اسلام کے پیروکاروں کی عظیم اکثریت کو بھی اپنے جال میں جکڑ لیا ہے، حتیٰ کہ نوبت یہاں تک آن پہنچی ہے کہ بہت سے مسلم مذہبی زعما، قائدین اور علماء تک کے اذہان پر اس سحر نے رسائی حاصل کر لی۔ لہٰذا اسی کا نتیجہ ہے کہ آج ہمارے بہت سارے نہایت محترم قائدین اور علماء بھی جمہوریت، آئینی جدوجہد اور انتخابی و احتجاجی سیاست کو اسلام اور مسلمانوں کے لیے بالکل اسی طرح مفید، ضروری اور ناگزیر قرار دیتے ہیں جس طرح مغرب کے ملحد، لادین اور سرمایہ پرست اسے اپنے معاشروں کے لیے بے حد مفید، ضروری اور ناگزیر قرار دیتے ہیں۔

دکھ اور افسوس کا مقام صرف یہ نہیں ہے کہ مغرب کے مقتدر ابلیسی اور دجالی اذہان دیار مغرب میں رہنے والے انسانوں کی عظیم اکثریت کو جمہوریت، آئین، انتخابی اور احتجاجی سیاست کے کھلونے دے کر ان کا ذہنی، جسمانی اور روحانی بدترین استحصال کر رہے ہیں بلکہ ''درد اتنا ہے کہ ہر رگ میں ہے محشر برپا'' کے مصداق ناختم ہونے والی اذیت کا مقام یہ ہے کہ اہل اسلام کے نہ صرف سیاسی قائدین بلکہ دینی مذہبی راہنما اور مفکرین کی نگاہ میں بھی جمہوریت، آئین، انتخابی اور احتجاجی سیاست کے دجالی کھلونے اہل اسلام کے دکھوں کا واحد علاج اور مداوا ہیں۔

غیر مسلح مزاحمت کیا ہے؟ آئیے اب دیکھتے ہیں کہ یہ غیر مسلح مزاحمت یا احتجاجی سیاست کس نیلم پری کا نام

ہے۔ابلیس اوراس کے پیروکاروں نے ہزاروں سال تک مذہب کا راستہ روکنے اور انسانیت کی روح کا گلا دبانے کی سرتوڑ کوششوں کے بعد جب یہ دیکھا کہ ان کی تمام تر کاوشوں کے باوجود اسلام کا سورج طلوع ہو چکا ہے جو ابلیس کی بنائی گئی مہیب ترین اور ہیبتناک ترین قیصر وکسریٰ کی سلطنتوں کو خس وخاشاک کی طرح بہا کرلے گیا تو انہیں عالم تصور میں ہر ظالم، قاہراور بدمعاش سلطنت وقوت ڈوبتی ہوئی نظر آنے لگی۔لہٰذا آنے والے دور میں ظالموں، بدمعاشوں، خائنوں، دغابازوں اور انسانیت کے دشمنوں کے تحفظ کے لیے اور انسانیت کو اسلام کی رحمت سے دور رکھنے کے لیے ضروری تھا کہ کوئی ایسا مذہب اور ایسی فکر ایجاد کی جائے جو دکھوں کی ماری انسانیت اور اسلام کے درمیان ایک نا قابل عبور دیوار کھڑی کردے۔اور یوں انسانیت ایک بار پھر اپنے دکھوں کا علاج اپنے خالق ومالک سے دریافت کرنے کی بجائے ابلیسوں اور دجالوں کے جعلی نسخوں میں تلاش کرنے میں سرگرداں رہے۔ابلیس کے پرانے جعلی نسخے اب مزید چلتے دکھائی نہیں دے رہے تھے،لہٰذا ابلیس نے جمہوریت،آزادی رائے اورانتخابی واحتجاجی سیاست کے خوشنما ودلفریب عنوان سے نیا نسخہ تیار کیا اور انسانیت کے ہاتھ میں اسے تھما دیا۔

آج جب ہم اپنے اردگرد نگاہ دوڑاتے ہیں تو حیرت میں گم ہو جاتے ہیں کہ ابلیس اپنی چال میں میں کیسا زبردست کامیاب رہا؟ آج ساری دنیا کے شیاطین اور مقتدر طبقات (ابلیس کی نمائندہ عالمی طاقتوں) نے دنیا بھر میں جمہوریت کو اپنی محبوب ترین لونڈی بنایا ہوا ہے۔یہ عالمی طاقتیں اپنی اس لونڈی کے ذریعے اسلام کی بدترین مخالفت کر رہی ہیں، اسلام،اہل اسلام،مشاہیر اسلام کا مذاق اڑا رہی ہیں اور مسلمانوں کے محبوب ترین شعائر یعنی رسول رحمت صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن حکیم کی بدترین توہین کی مرتکب ہو رہی ہیں۔ابلیس،اس کی آلہ کار عالمی طاقتیں اور ان عالمی طاقتوں کے آلہ کار مسلم حکمرانوں نے ساری دنیا میں فتنہ اور فساد کا بازار گرم کیا ہوا ہے۔یہ ابلیسی ٹولہ انسانیت کی روح کا گلا دبا رہا ہے،انسان کی روحانی زندگی کے لیے یہ ٹولہ ایک عذاب بنا ہوا ہے۔درحقیقت یہ ٹولہ بدترین دہشت گرد ہے،جس نے اپنے اختیارات،وسائل،جدید جنگی ٹیکنالوجی اور ذرائع ابلاغ سے نوع انسانی کو ایک دہشت اور خوف میں مبتلا کیا ہوا ہے۔یہ ابلیسی ٹولہ نہ صرف انسان اور آخرت (انسان کی ابدی مسرت) کے درمیان ایک دیوار بن کر کھڑا ہو گیا ہے بلکہ ابلیس لعین کا یہ پیروکار ٹولہ انسان اور اس کی دنیا کی نہایت محدود زندگی کی مسرتوں کے درمیان بھی ایک دیوار بن کر کھڑا ہے۔ساری دنیا کے انسانوں کو سود کی لعنت اور نحوست میں جکڑ دیا گیا ہے، ساری دنیا کے انسانوں کے لیے زندگی کی بنیادی ترین ضرورتیں پورا کرنا مشکل سے مشکل تر کر دیا گیا ہے۔تازہ آکسیجن، خالص اور صحت بخش غذا،سر چھپانے کے لیے چھت،اپنی نئی پود کی روحانی وجسمانی تعلیم یہ وہ بنیادی ترین ضرورتیں ہیں جن سے آج کے انسان کو محروم کرنے کے لیے تہذیب،آزادی اور جمہوریت کے نام پر بدترین مکاریاں کی جا رہی ہیں۔لعنت ہے ایسی ترقی،ایسی جمہوریت اور ایسی نام نہاد آزادی پر جو نہ صرف انسان کو اس کی آخرت کی ابدی مسرتوں سے محروم کر دے بلکہ دنیا کی قلیل زندگی کی مسرتوں کا بھی گلا گھونٹ کر رکھ دے۔

عالمی طاقتوں اور ان کے آلہ کار سرمایہ پرست حکمرانوں کی دولت کی بھوک اور ہوس نے فضاؤں کو اس حد تک آلودہ

کر دیا ہے کہ تازہ آکسیجن ملنا محال ہو گیا ہے، دودھ کے نام پر ڈبوں میں بند سفید خوشنما زہرنما محلول سے اس کے جسم کی پرورش کی جارہی ہے، خوشنما غذاؤں کے ذریعے سے بیماریوں کی پرورش کی جارہی ہے، عام انسان کے لیے عمدہ سبزی اور دال تک رسائی مشکل سے مشکل تر کر دی گئی ہے، سر چھپانے کے لیے چھت حاصل کرنے کو "سرمایہ غم فرہاد" بنا کر رکھ دیا گیا ہے۔ متوسط اور غریب طبقہ کے علاج کی راہ میں ڈاکٹر وں کی شکل میں ڈاکو بٹھا دیے گئے ہیں پھر جدید دور کا انسان ان ڈاکونما مسیحاؤں سے لٹ کر نکلتا ہے تو ارزاں ترین دوائیں مہنگی ترین قیمتوں پر خریدنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ مگر اس ظلم، اس استحصال اور اس شیطنیت پر مجال ہے جمہوریت اور جمہوری نمائندوں کے ماتھے پر کوئی شکن پڑے۔ جدید زندگی کی یہ وہ اذیتنا کیاں ہیں جنہیں دیکھ کر شاعر مشرق علامہ محمد اقبال نے دوزخ میں جلتے ہوئے انسان کے جذبات کو اپنی نظم "دوزخی کی مناجات" کے ایک شعر میں اس طرح بیان کیا:

اللہ تیرا شکر کہ یہ خطہ پُرسوز سوداگر یورپ کی غلامی سے ہے آزاد

حقیقت یہ ہے کہ ابلیس نے "جمہوریت اور آزادی" کے عنوان سے اجتماعی سطح پر انسانیت کا جو بدترین استحصال کیا ہے اور انسانیت کو زندگی کی بنیادی ترین ضرورتوں سے جس طرح محروم کیا ہے، ماضی کی بدترین بادشاہتوں کے دور میں بھی اجتماعی سطح پر انسانیت کا اس طرح گلا دبانا ناممکن تھا۔ یہی وجہ ہے ابلیس نے جہاں انسانیت کی "روح اور جسم" ہر دو کا گلا دبانے کی جو نہایت گھناؤنی اور بدترین چال تیار کی تھی وہاں اسے یہ خوف بھی دامن گیر تھا کہ کہیں انسانوں کا کوئی فہیم طبقہ اٹھے اور قرآن کے جذبہ جہاد سے سرشار ہو کر تمام عالم کے ان ابلیسی آلہ کاروں سے ٹکرا جائے جو انسانیت کو بدترین دکھوں میں مبتلا کیے ہوئے ہیں۔ لہٰذا ابلیس نے اپنے آلہ کاروں کی حفاظت کے لیے احتجاجی سیاست ("غیر مسلح مزاحمت/تصادم") کا نسخہ ایجاد کیا۔ تاکہ عوامی احتجاج کے ذریعے سے وقتاً فوقتاً عوام کے موڈ کا پتہ چلتا رہے اور ابلیسی آلہ کار حالات کے مطابق اپنی حفاظت کا بندوبست کرتے رہیں۔ ابلیس نے جدید دور کے سامری کے ذریعے سے آئین اور جمہوریت وغیرہ کا جو سحر پھونکا اس کی رو سے عوام کے لیے اپنے جمہوری آقاؤں/انسانیت کے دشمنوں کے خلاف کسی بھی صورت "مسلح تصادم" کو ہمیشہ کے لیے حرام قرار دے دیا گیا۔ یعنی جمہوری آقا اگر آپ سے آپ کی خالص غذا چھین لیں، غذا کے نام پر آپ کو ہر روز زہر کھانے پر مجبور کریں، آپ کو زندگی کی بنیادی ترین ضرورتیں آپ کی صلاحیتوں کا بدترین استحصال کر کے اور آپ کو کولھو کا بیل بنا کر بھی پوری نہ ہونے دیں، آپ کے لیے ایسا ماحول بنا دیں کے آپ کے لیے سود سے پاک معیشت اختیار کرنا، بے حیائی اور عریانیت سے پاک معاشرت اختیار کرنا اور مادہ پرستی وزر پرستی سے پاک تعلیم حاصل کرنا ناممکن ہو جائے اور انسان کی بنیادی ترین ضرورتوں کا حصول اس حد تک مشکل کر دیا جائے اور اس کی خاطر اسے پیسے کے پیچھے اتنا بھگایا اور تھکایا جائے کہ وہ پیسے کا پرستار اور پجاری بن کر رہ جائے۔ اس حقیقت کا اظہار مرید رومی علامہ اقبال ان الفاظ میں فرماتے ہیں:

عصر حاضر ملک الموت ہے تیرا، جس نے قبض کی روح تری دے کے تجھے فکر معاش

پھر ہم دیکھتے ہیں کہ اگر کوئی طبقہ جمہوریت اور جمہوریت کی ان لعنتوں سے آزاد رہنے کی کوشش کرتا ہے (مثلاً

پہاڑی علاقوں پر رہنے والے اور اسلام سے محبت کرنے والے مسلم قبائل) تو تعلیم، آزادی، تہذیب اور جمہوریت کے خوشنما عنوانات کے تحت انہیں ان لعنتوں میں گرفتار کرنے کی کوشش کی جائے جس میں اس وقت نوع انسانی من حیث المجموعی گرفتار ہے۔ پہاڑوں پر رہنے والے آزاد اور بہادر مسلم قبائل ابلیسی قوتوں کے اس بہکاوے اور لالچ میں آنے سے جب انکار کرتے ہیں اور مغربی ابلیسیت کے خلاف مزاحمت کرتے ہیں تو انہیں دہشت گرد قرار دے کر ان پر جنگ مسلط کر دی جاتی ہے۔

یہ وہ معروضی حقائق ہیں جن سے ہم بخوبی سمجھ سکتے ہیں کہ عالمی ابلیسی طاقتیں اور ان کے پیروکار اپنے ان سب جرائم کو جمہوریت، آزادی اور آئین کے خوشنما پردوں میں چھپانے کی کس طرح کوشش کرتے ہیں اور انسانی معاشروں کے فہیم طبقہ کے لیے کوئی راستہ باقی نہیں رہنے دیتے کہ وہ اپنے ملک وقوم اور ساری انسانیت کو ابلیسیت کے اس ملعون اور منحوس شکنجے سے نکالنے کے لیے اسلام کے جذبہ جہاد وقتال کو کام میں لائے۔ ابلیس کی یہ داشتہ جمہوریت اسلام کے ماننے والوں پر لازم کرتی ہے کہ وہ ابلیس اور اس کی نمائندہ عالمی طاقتوں اور ان کے آلہ کار مسلم حکمرانوں کے اسلام کش اور انسانیت سوز جرائم پر زیادہ سے زیادہ بس ''احتجاج'' کر لیا کریں۔ اس ''احتجاج'' سے آگے بڑھ کر اگر انہوں نے ابلیس اور اس کے آلہ کار عالمی طاقتوں کے انسانیت سوز جرائم کے خلاف قرآن کے جذبہ جہاد وقتال سے کام لینے کی کوشش کی تو اس کی انہیں کسی صورت اجازت نہیں دی جائے گی۔

افسوس صد افسوس جدید دور کا سامری اپنی آلہ کار عالمی طاقتوں کے ذریعے سے ساری دنیا کے انسانوں سے جو مطالبہ کر رہا ہے عین وہی مطالبہ ہمارے نہایت محترم علمائے دین بھی کرنے لگ گئے ہیں۔

ایک غلط فہمی کا ازالہ: (1) ہم نہ ہی سیاسی حکومت کا قیام بذریعہ انتخاب (Election) کو حرام سمجھتے ہیں اور نہ ہی مسلمانوں کے دینی ودنیاوی استحصال پر احتجاج کو ناجائز قرار دیتے ہیں۔ ہمارا اصل دکھ تو یہ ہے کہ ان ٹولز کو ضرورت اور کام چلانے کے ٹولز کے عام مقام پر رکھنے کی بجائے ہمارے قائدین اور دینی زعماء انہیں انسانیت کی یافت اور مسائل کا واحد حل بنا کر پیش کر رہے ہیں۔

(2) جہاد وقتال کے قرآنی ونبوی منہاج پر کب کیسے اور کس طرح عمل پیرا ہونا چاہیے، یہ ایک الگ معاملہ ہ اور اس پر اختلاف رائے کی پوری پوری گنجائش موجود ہے۔ نیز یہ کہ جس طرح دین کے کسی بھی جز اور رکن کو اللہ کی رضا اور اخروی نجات کے جذبے کے تحت ادا کرنا مطلوب ہے اور ذاتی ودنیوی مقاصد کے حصول کے لیے دینی ارکان کی ادائیگی اللہ کے نزدیک بجائے اجر کے الٹا عذاب کا باعث بنا دیتی ہے بالکل اسی طرح ''جہاد وقتال'' کے قرآنی حکم کو ذاتی اغراض اور مفادات کے لیے استعمال کرنے کی شدید حوصلہ شکنی ہونی چاہیے۔

لیکن سوچنے کا مقام ہے کہ پاکستان کے اس ''بازار'' میں یہ جعلی پراڈکٹ اتنی زیادہ کیوں بک رہی ہے؟ کہیں ایسا تو نہیں کہ قرآن وسنت جیسی اعلیٰ ترین نعمت کی ناقدری وخلاف ورزی اور ایمان واخلاق کے معاملہ میں افلاس وقحط زدگی میں مبتلا غافل قوم کی غفلت کا فائدہ اٹھا کر عالمی ابلیسی قوتوں نے اسلام، مسلمانوں اور مذہبی قوتوں کو بدنام کرنے اور

برائی کا سمبل ثابت کرنے اور مسلم ممالک کو بدترین خانہ جنگی میں دھکیلنے کے لیے ایک طرف جعلی مجاہدین بنا کر انہیں مسلم علاقوں کا امن تباہ کرنے اور مسلم افواج سے لڑائی پر لگا دیا۔ تاکہ اس طرح مسلم علاقوں کا امن وامان بھی تباہ و برباد کر دیا جائے اور مسلمانوں کی اعلیٰ ترین دفاعی قوت (جہاد وقتال) کو بھی دہشت گردی کا نام دے کر نہ صرف غیر مسلم دنیا بلکہ غفلت ومعاصی میں ڈوبی ہوئی مسلم دنیا میں بھی اسے برائی کا ایک سمبل بنا کر رکھ دیا جائے۔ اور اپنے اس جعلی جہاد اور جعلی مجاہدین کے ذریعے سے اصلی جہاد اور اصل مجاہدین کو بدنام اور ان کا چہرہ مسخ کر کے رکھ دیا جائے۔ جبکہ قرآن وسنت نہایت شد ومد سے مسلمان اور جذبہ جہاد کو لازم وملزوم قرار دیتے ہیں۔ حدیث نبوی کی رو سے جس کے اندر شہادت کی آرزو نہیں اور اس کی اس حالت میں موت واقع ہوگئی تو اس کی موت ایک قسم کے نفاق پر ہوئی۔ جبکہ پاکستانی معاشرے میں ''ایمان اور جہاد'' کی دعوت اور محنت ایک اجنبی دعوت بن چکی ہے۔ ہم اجتماعی طور پر ایک طرف اگر ایمان کی آبیاری، ایمان کے احیا اور سیرت واخلاق کے تزکیہ سے غافل ولاپرواہ ہیں اور اس طرح امت مسلمہ کے محوری ومقصدی اور داخلی حصار سے بدترین غفلت کا مظاہرہ کر رہے ہیں تو دوسری طرف امت مسلمہ کے خارجی حصار یعنی جذبہ جہاد وقتال کی آبیاری، آگاہی، اس کی متوازن تعلیم اور اس کی حکیمانہ ومومنانہ تربیت سے ہم تہی دست اور بانجھ ہو چکے ہیں۔ اور اس نہایت اہم ترین فریضہ (ایمان وجہاد) پر اپنی توجہات کو مرکوز کرنے کی بجائے ہم اپنی قوم کو ''اسلام کا نفاذ بذریعہ جمہوری واحتجاجی تحریک'' کا لالی پاپ دیے چلے جا رہے ہیں جس کے بارے میں علامہ اقبالؒ نے فرمایا تھا:

اٹھا کر پھینک دو باہر گلی میں نئی تہذیب کے انڈے ہیں گندے

ہمیں مولانا زاہد الراشدی اور دیگر مسلم مفکرین کے اخلاص پہ کوئی شبہ نہیں ہے۔ اور ہمارے خیال میں ان کی زیر بحث متنازعہ سوچ کی پشت پر بھی ''نئی تہذیب کے ان گندے انڈوں'' کو ایک جبر اور مجبوری (لادینیت) سے نجات کے لیے بطور ہتھیار استعمال کرنے کا مبارک جذبہ کارفرما ہے۔ اور ''جہاد'' کے نام پر مسلم معاشروں کو بدترین بدامنی اور خانہ جنگی کی طرف دھکیلنے سے بچانا بھی مطلوب ہوسکتا ہے۔ ہم ان کے ان مبارک احساسات کی دل کی گہرائیوں سے قدر کرتے ہیں۔ لیکن ہم نہایت ادب سے عرض کرنا چاہتے ہیں کہ جدید شیطانی تہذیب کی طرف سے مسلط کردہ جبر اور مجبوری (لادینیت) سے نجات کے لیے اسی تہذیب کے ٹولز میں جزوی ترامیم کر کے انہیں اسلامی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اور اس کی عظمت کے گن گائے بغیر اسے ایک عارضی ضرورت سمجھنا ایک الگ معاملہ ہے، عقل وشریعت جس کی تائید کرتی ہیں۔ لیکن وقتی ضرورت کے ان عارضی ٹولز کو اسلام کے غلبہ کے لیے واحد منہاج قرار دے دینا اور اسے انسانیت کے لیے ایک عظیم نعمت قرار دے دینا نہ صرف مبالغہ آمیزی ہے بلکہ اسے اس حد تک اہمیت دینا کہ اسلام کا ''جہاد وقتال'' کا تصور دب جائے اور پس پردہ چلا جائے (اور مغرب کی ابلیسی طاقتوں کی چلائی گئی مہم کہ جہاد فساد ہے کی تائید ہوتی محسوس ہو) تو ہمارے نزدیک ایک مثبت اور مبارک جذبہ کے تحت وقوع پذیر ہونے والی سوچ مبالغہ اور عدم توازن کا شکار ہو کر لاشعوری اور بالواسطہ طور پر اسلام کے تصور جہاد وقتال کی توہین اور تنقیص کی مرتکب ہو رہی ہے۔

جب دنیا کا منظرنامہ یہ صورتحال پیش کر رہا ہو کہ پوری دنیا میں ''جمہوریت'' کے نام پر انسانیت کی بدترین تذلیل

اور استحصال ہو رہا ہو۔ ساری دنیا کی حکومتیں جمہوریت کا نام لے کر اپنے عوام کی ''روح اور جسم'' ہر دو کا slowly & steadily گلا دبا رہی ہوں۔ ابلیس کی آلہ کار عالمی طاقتیں اسلام اور جمہوریت کو ایک دوسرے کی ضد ثابت کرنے پر تلی ہوں۔ دنیا کے ہر کونے میں ''جمہوریت'' کے نام پر اسلامی اقدار اور اس کی علامتوں (حیا، پردہ، حجاب، داڑھی) کو چن چن کر ختم کرنے کی کوششیں ہو رہی ہوں اور جہاں بس چلے (مثلاً فلسطین، چیچنیا، کوسوو، بوسنیا، میانمار، کشمیر، عراق، افغانستان میں) مسلمانوں کو بھی چن چن کر مار دیا جائے۔ عالمی ابلیسی قوتوں کے آلہ کار حکمران طبقات کو مسلم معاشروں میں جمہوریت کے نام پر کرپشن، بددیانتی، بدعہدی، لوٹ مار، قانون شکنی، غریب کا گلا گھونٹنے، ظلم وفساد کا بازار گرم کرنے، تعلیم، صحت، قانون، عدالت، امن غرض ہر شعبہ زندگی کی ''حیات'' کا گلا نہایت مکاری، منافقت، سفاکی اور بے حسی سے گھونٹنے کی کھلی چھوٹ دے دی جائے۔ ان مقاصد کے حصول کے لیے عالمی طاقتوں کا ابلیسیت کی تمام طاقتوں سے مسلح ہو کر اپنے آلہ کار مسلم حکمرانوں کی مکمل سرپرستی کرنا اور بار بار جمہوریت کا راگ الاپنا وہ بدترین فعل ہے جس نے مسلم ممالک میں بدترین فساد، بربادی، تباہی، انارکی کا ایک نا ختم ہونے والا منحوس چکر چلایا ہوا ہے۔ جمہوریت کے نام پر مسلم ممالک کا تعلیمی شعبہ مغربی دہشت گردی کا شکار ہے، ہمارا صحت کا شعبہ ابلیسی دہشت گردی کا شکار ہے، ہمارا عدالتی نظام قانون کے نام پر بے انصافی اور انصاف میں تاخیر کی خوفناک دہشت گردی کا شکار ہے، ہماری معیشت، ہماری معاشرت، ہمارے ذرائع ابلاغ غرض زندگی کا ہر ہر موثر وقابل ذکر شعبہ ابلیسی دہشت گردی کا شکار ہے۔ اور ہم اس بدترین زوال، اس بدترین دہشت گردی کا شکار ہونے کے باوجود......اور تسلسل کے ساتھ مسلم معاشروں کے ہر شعبہ زندگی پر مغرب کے ابلیسی فکری وعملی دہشت گردانہ حملوں کی موجودگی میں تنازعات کو صرف ''جہاد بذریعہ غیر مسلح احتجاجی تحریک'' میں سمیٹنے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہ رویہ نہ صرف جہاد بمعنی قتال میں مداہنت کے ارتکاب پر مبنی ہے بلکہ مسلم ممالک اور ساری انسانیت کو درپیش ابلیس کے شش اطراف دہشت گردانہ حملوں سے آنکھیں چرانے اور غض بصر کرنے کے مترادف ہے۔

پس چہ باید کرد! ہمارے محترم قائدین کے لیے مستقل اور اصل لائحہ عمل یہ ہے کہ وہ قرآن وسنت پر پوری قوت سے کاربند ہو جائیں۔ اپنے عمل، اپنے کردار اور اپنے رویوں سے ایمان واخلاق کا ایسا نمونہ پیش فرمائیں کہ مسلم عوام سیرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ان زندہ نمونوں کو آئیڈیلائز کرنے پر آمادہ ہو جائیں جس کا نتیجہ ہوگا کہ امت مسلمہ کے ایمان اور اخلاق کے اجتماعی نمونہ کی کشش ساری دنیا کے باضمیر انسانوں کو اپنی طرف مائل کرے گی۔ اور ساری دنیا کے اذہان کو قرآن اور سنت نبوی کا زندہ، مثبت اور پرکشش پیغام متاثر کرے گا۔ مستقل اور اصل لائحہ عمل کے ساتھ پیہم وابستگی اور تمسک کرنے کے ساتھ ساتھ اس وقتی واضطراری لائحہ عمل کے جواز کو تسلیم کیا جا سکتا ہے کہ ہماری دینی قوتیں اپنے اصل فرض منصبی اور مستقل لائحہ عمل کو ترک کیے بغیر اپنے اپنے ملکوں کے حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے تمام دینی قائدین ومسلم زعماء کے اتفاق رائے سے نفاذ اسلام کے لیے انتخاب یا احتجاج کا اضطراری آپشن استعمال کریں۔ اگرچہ ہماری رائے میں مغرب کی عالمی ابلیسی قوتوں نے یہ اٹل فیصلہ کیا ہوا ہے کہ انہوں نے ان دونوں آپشنز

کو غلبہ اسلام اور نفاذ دین کا ذریعہ کسی صورت نہیں بننے دینا۔ دوسرے لفظوں میں اسلام کا نفاذ مغربی طاقتوں کے لیے کسی صورت قابل برداشت نہیں۔ لہٰذا ان آپشنز کو صرف ایک وقتی مجبوری اور اضطرار سمجھیں۔ لہٰذا اس طریقہ کے ذریعے نفاذ اسلام میں ناکامی کی صورت میں انہیں لپیٹ کر ایک طرف رکھ دیں، نہ کہ نفاذ اسلام کے لیے اسے کائنات کا بہترین اور واحد ممکن ترین طریقہ ثابت کرنے پر اپنی توانائیاں اور وقت ضائع کرتے چلے جائیں۔

اس تناظر میں اس اضطراری آپشن کا نہایت محتاط اور صرف بوقت ضرورت استعمال کے جواز کو تسلیم کرنے کے ساتھ ساتھ ہماری دینی قوتوں کا فرض ہے کہ وہ جمہوریت کے خوشنما چہرے میں چھپی ہوئی بدترین شیطنیت کا ادراک کریں اور جدید، روشن خیال تہذیب کے عنوان سے پچھلے دو سو سالوں سے ابلیسیت کی نمائندہ عالمی طاقتوں کی انسانیت (اور انسانیت کے حقیقی محافظ اسلام) کے خلاف اعلان جنگ کا پردہ چاک کرتے ہوئے اپنے اپنے دائرہ کار میں (تعلیم اور ابلاغ کے ذریعے سے) ایمان اور جہاد وقتال کے قرآنی ونبوی منہاج کی دعوت کو ڈسپلن بنیادوں پر استوار کریں۔

ہماری دینی قوتوں پر ہر دم یہ واضح رہنا چاہیے کہ ایمان واخلاق نہ صرف تمام شعبہ ہائے حیات کی اصلاح کا مستقل اور ابدی نبوی منہاج اور حل ہے بلکہ انسانی شعبہ ہائے حیات پر ابلیسیت کے جابرانہ اور قاتلانہ حملوں، امن کے خلاف ابلیس کے پیدا کردہ فساد، دہشت گردی اور جنگ کے تدارک کے مستند ترین اور کائنات کے رب کے محبوب ترین علاج ''جہاد وقتال'' کا بھی داخلی محافظ ونگہباں ہے جبکہ جہاد وقتال ایمان واخلاق کا خارجی محافظ ہے۔ آج مسلم عوام کو، مسلم اساتذہ کو، مسلم صحافیوں کو، مسلم ذرائع ابلاغ کو، مسلم حکمرانوں کو اور مسلم مسلح افواج کو ابلیسیت کے شش اطراف انسانیت کش حملوں سے بچانے کا اس کے سوا اور کوئی چارہ نہیں ہے کہ ان کے فکر وعمل کو ''ایمان واخلاق'' کی ابدی طاقت اور ''جہاد وقتال'' کی ہنگامی ربانی طاقت سے مسلح کرنے میں ہمارے قائدین اور مفکرین مسلسل، پیہم اور بلا تعطل جدوجہد پر اپنی صلاحیتوں کو مرکوز فرمائیں۔ اس جدوجہد سے غفلت اور عدم توجہی نے انسانیت کی روح کو ''موت وحیات'' کی کشمکش میں مبتلا کیا ہوا ہے۔ اگر ہمارے نہایت محترم قائدین کسی مجبوری یا عذر کی وجہ سے اپنی اصل اور مستقل ذمہ داری نباہنے سے قاصر ہیں تو ہم نہایت ادب سے عرض کریں گے کہ وہ کم از کم امت مسلمہ کے وقار اور اسلام کے نفاذ کو ان وقتی ہنگاموں، احتجاجی جلوسوں اور لانگ مارچوں سے مشروط کرنے کا سبق نہ پڑھائیں، جنہیں آزما آزما کر حضرت انسان تھک چکا ہے مگر منزل ہے کہ ہاتھ لگتی ہی نہیں۔ یہ فرسودہ احتجاجی ہتھکنڈے (بمعنی منظم اور پرامن احتجاجی تحریکیں) کم از کم پچھلے ایک سو سال سے مسلم سیاسی ومذہبی تحریکوں کے زیر عمل ہیں...... لیکن نتیجہ سب کے سامنے ہے، دنیا میں غلبہ واقتدار اور دین کا احیا تو کیا ہوتا، الٹا ایمان اور مذہب کی رہی سہی قدریں بھی اس راہ میں گم ہو کر رہ گئیں۔ سوال کیا جاسکتا ہے کیوں؟ اس کا سادہ سا جواب ہے کہ اضطرار کو اضطرار کے مقام پر رکھنے کی بجائے اسے اوڑھنا بچھونا بنا لیا گیا اور اس غیر فطری اصرار اور جنون میں وہ اپنا اصل اور مستقل لائحہ عمل بھلاتے اور پس پشت کرتے چلے گئے۔

ماضی وحال کا ذرا باریک بینی سے ہم مشاہدہ کرتے ہیں تو صاف نظر آتا ہے انسانیت کے اجتماعی ضمیر نے جب بادشاہت اور کلیسا کے انسانیت کش گٹھ جوڑ کے ظالمانہ شکنجے سے نکلنے کے لیے اپنے شدید غم وغصہ کا اظہار بذریعہ ایک

غیر مسلح احتجاجی تحریک کیا تو اس کے نتیجے میں دنیا ''بادشاہت اور کلیسا'' کے جبر اور تسلط سے تو نکل آئی مگر ابلیس نے فوراً اپنا لباس تبدیل کرلیا اور نتیجتاً دنیا مغرب کے عیار، بے حس، مکار اور انسانیت دشمن جمہوریت پسند تاجروں کے تسلط میں پھنس گئی اور بیسویں صدی کے یہی جمہوری درندے تھے جن کے درمیان دو عالمگیر جنگیں برپا ہوئیں جس میں کروڑوں انسان ہلاک ہوئے، کسی جنگ میں اتنی بڑی تعداد میں انسانوں کی ہلاکت تاریخ انسانی میں صرف پہلی بار ہوئی، ان جمہوریت پرست درندوں نے براعظم امریکہ کے کروڑوں انسانوں کو چن چن کر جانوروں کی طرح ہلاک کیا۔ اور آج تک یہ انسانیت دشمن، ابلیس کے پیروکار، حیا اور اسلام سے دہشت زدہ جمہوری درندے ساری دنیا پر مسلط ہیں۔ اگر جمہوریت نے مغرب کے ان درندہ صفت انسانوں میں کوئی تبدیلی پیدا کی ہوتی (جو Dark Ages میں بھی بالکل درندوں ہی کی طرح ایک دوسرے کا گلا کاٹتے رہتے تھے) تو یہ انسانیت کو عقیدہ وفکر کی آزادی دیتے، انسانیت کے لیے زندگی کی ضروریات وسہولیات کا حصول (ارزاں ترین قیمت پر) آسان ترین کر دیتے، اسلام اور حیا کو اپنا سب سے بڑا دشمن نہ سمجھتے، دولت، سائنس اور ٹیکنالوجی کو ساری دنیا کے انسانوں کے دکھ، درد اور مسائل دور کرنے کے لیے استعمال کرتے، جنگی جنون اور مہلک ایٹمی وکیمیاوی ہتھیاروں سے اپنے آپ کو مسلح نہ کرتے۔ مگر آج دنیا کا جو منظر نامہ ہے وہ ان مثبت باتوں کے بالکل الٹ ہے۔ ان مہلک نتائج کو دیکھ کر ہی حضرت علامہ اقبال کو آج سے قریباً سو سال پہلے کہنا پڑا:

تیری حریف ہے یا رب سیاست افرنگ   مگر ہیں اس کے پجاری فقط امیر و رئیس
بنایا ایک ہی ابلیس آگ سے تو نے   بنائے خاک سے اس نے دو صد ہزار ابلیس

(نوٹ: جمہوریت کے مکروہ اور وحشی چہرے سے یوں پردہ اٹھتا دیکھ کر عام امن پسند انسان کے ذہن میں سوال پیدا ہوسکتا ہے کہ پھر موجودہ دنیا کے لیے قابل عمل سیاسی نظام کون سا ہوسکتا ہے تو اس کا جواب ہے خلافت۔ اس ضمن میں عملی پیچیدگیوں کی وضاحت کی لیے مولانا زاہد الراشدی صاحب کی کتاب ''اسلام، پاکستان اور جمہوریت'' میں قابل قدر مواد موجود ہے، ان سطور کے حقیر راقم کا یہ مضمون اس کتاب کے آخری باب کا نقد لیے ہوئے ہے۔ جبکہ خلافت کے مقاصد کے حوالے سے ڈاکٹر محمود غازیؒ کی کتاب ''محاضرات شریعت'' میں بے حد مفید مواد دستیاب ہے)

اسلامی انقلاب بذریعہ غیر مسلح مزاحمت کو بطور ایک فلسفہ اور مستقل منہاج بتانے والوں کی سوچ زمینی حقائق سے کس قدر نابلد اور لاتعلق ہے؟ اور بظاہر ایک نہایت سنجیدہ فلسفہ ہونے کے باوجود اس میں کس قدر لطیفے پنہاں ہیں...... یہ کہانی پھر سہی۔ طوالت کے خوف سے ہم اپنی گذارشات کو یہیں پہ ختم کرتے ہیں اور اپنے بزرگوں سے امید کرتے ہیں کہ وہ ہماری گذارشات پر ضرور غور فرمائیں گے۔ اختلاف رائے میں اگر کہیں حد ادب سے تجاوز ہوا ہو تو اپنی درج ذیل کیفیت کی وجہ سے ہم دل کی گہرائیوں سے معذرت خواہ ہیں:

گفتار کے اسلوب پہ قابو نہیں رہتا
جب روح کے اندر متلاطم ہوں خیالات